تبصرہ کتاب

نام : کراچی کا عثمانی مذھب اور اس کی حقیقت از خواجہ قاسم

تبصرہ نگار : ابو شہریار

ایک متعصب تحریر پڑھنے کو ملی جو ایک آنجہانی اہل حدیث عالم کی تھی- کتاب کا ٹائٹل ہی عصبیت پر مبنی تھا اور عثمانی رحمہ اللہ علیہ کی دعوت توحید کو کراچی کا مذھب کہہ کر پھبتی کسی گئی تھی- بہر حال یہ کتاب خواجہ محمد قاسم غیر مقلد کی تحریر کردہ تھی جس کا عنوان تھا کراچی کا عثمانی مذھب –افسوس تحریر غیر سنجیدہ اور عامیانہ تھی- حیرت ہے کہ علمی تحقیق سے عاری اس کتاب کو پبلشر نے چھاپ بھی دیا- بہر کیف یہ مولویانہ دھندا کا حصہ ہے کہ دین کو کوڑی کے مول بیچا جائے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ کے مخالفین میں متصادم عقائد رکھنے والے علماء تھے جو سب اپنے آپ کو اہل حدیث تو کہتے تھے لیکن ایک دوسرے کا ہی رد اپنی کتابوں میں لکھ کر آنجہانی ہوئے-اس کلب میں خواجہ قاسم کے ساتھ ساتھ عبد الرحمان کیلانی ، اٹک کے زبیر علی زئی اور کیماڑی کے ابو جابر دامانوی بھی شامل تھے-

عبد الرحمان کیلانی کہتے تھے کہ عود روح بار بار ہوتا ہے- ابو جابر دامانوی ہر دو گھنٹے بعد عود روح پر نیا عقیدہ پیش کرتے تھے- خواجہ قاسم کہتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ امتی کے سلام پر روح النبی واپس جسم میں آتی ہے ضعیف ہے- زبیر علی زئی، عثمانی صاحب کے دور میں ان روایات کو صحیح کہتے تھے لیکن مرنے سے پہلے انہوں نے انٹرویو میں حیات النبی سے متعلق روایات کو ضعیف قرار دیا- بہر حال ان تضادات کے ساتھ جو لوگ اس کلب میں جاتے اور حظ منکر یعنی دلچسپی لیتے وہ، وہ تھے جو فتنہ اتباع الطاغوت کا شکار تھے

اب ایک مختصر تبصرہ خواجہ قاسم کے افکار پر پیش خدمت ہے

صوفیاء سے حسن ظن

رجل مومن مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب "الھکم الہ واحد" کی دعوت دی تو باطل کے ایوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا اور اپنے اپنے اصنام کو بچانے کیلئے پجاری ہاتھ پیر مارے گے- سن ۹۰ کی دہائی میں اہل حدیث مولوی آنجہانی خواجہ قاسم نے کتاب کراچی کا عثمانی مذھب لکھی- کتاب کا آغاز اس طرح کیا گیا کہ گویا تصوف میں جو غلط عقائد آ گئے ہیں ان کو رد کریں گے لیکن چند پیرا گراف لکھنے کے بعد

ان ہی صوفیوں کی محبت کا دم بھرنے لگے اور ان کے بارے میں حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ان تمام واقعات و کشف کا رد کر دیا جو متصوفین میں متفق علیہ چلے آ رہے تھے۔

> اللہ جانے یہ اوٹ پٹانگ باتیں ان سے سرزد ہوئی بھی ہیں یا نہیں یا خواہ مخواہ ان کے ذمے تھوپ دی گئی ہیں، مریدان بے صفا نے لکھ دیں اور ماننے والوں نے مان لیں۔ اور حضراتِ صوفیا کرام کو اہلِ شرع کی نگاہ میں بے آبرو کرا کے رکھ دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی گھٹیا حرکتیں کرنے والا اور کھلم کھلا شریعت کی خلاف ورزیاں کرنے والا ہو پھر سارا عالم اسلام اسے بزرگ بھی تسلیم کرلے۔ کسی زمانے کے مسلمانوں کا مجموعی ذوق اتنا گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔ جب یہ باتیں ہمیں کھٹکتی ہیں تو انہیں بھی کھٹکنی چاہئے تھیں۔ ہم ان سے زیادہ دانا نہیں ہیں میں بریلویت کو بزرگان دین کے خلاف سازش تصور کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنے غیر شرعی کاموں کو سند جواز دینے کے لئے ان پاکباز لوگوں کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔

اس طرح ایک مصنوعی ماحول پیدا کر کے اپنے ان قارئین کی دل کی تسلی کا سامان پیدا کیا جنہوں نے بر صغیر میں صوفی گھرانوں میں آنکھ کھولی، لیکن اب یہ لوگ خود اہل حدیث بن چکے ہیں۔ اس قسم کے لے پالکوں کا اکثر یہ ذہنی خلجان دیکھا گیا ہے کہ ایک طرف تو یہ اہل حدیث بن کر بریلویوں کا رد کر رہے ہوتے ہیں دوسری طرف تصوف کے شجر خبیثہ کی آبیاری کرنے والے لوگوں یعنی شاہ ولی اللہ وغیرہ کی تعریف بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھ بند کر لیتا ہے۔

بالکل اسی طرح کا انداز اس کتاب میں خواجہ قاسم نے اختیار کیا اور جا بجا ان متصوفین کو بچانے کے لئے ہاتھ پیر مارے۔ یہ نام نہاد بزرگان دین جنہوں نے دنیا میں شرک پھیلایا وہ تو خود سموم و حمیم میں ہونگے اور اگر انہوں نے یہ نہیں کیا تو جب وہ جانیں گے کہ ان کے معتقدین لوگوں نے کیا تو وہ خود اس شرک سے برات کا اظہار کریں گے

سلام پر روح لوٹانے والی روایت اور خواجہ کا موقف

خواجہ قاسم نے اپنی کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" میں سنن ابو داود کی اس روایت کو رد کیا کہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما من أحد يسلم علي إلا رد الله على روحي حتى أرد عليه السلام

"جب بھی کوئی مجھ پر سلام کہے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دے گا کہ میں اس پر جواب لوٹا دوں۔ "

خواجہ قاسم نے لکھا یہ روایت ضعیف ہے لیکن عقیدہ وہی رکھا جو انکے پیشواؤں نے دیا تھا-اسطرح حق کو جانتے ہوئے بھی باطل کا دفاع کیا

خواجہ قاسم نے صفحہ ۴۱ پر لکھا کہ اللہ زندوں کا سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کیوں نہیں پہنچا سکتا؟

افسوس جب انسان کی عقل ماؤف ہو جائے تو وہ اسی قسم کی احمقانہ توجیہات کرتا ہے-ایک طرف تو یعنی ابو داود کی سلام والی روایت ضعیف لیکن اس سے توحید میں جو دراڑ پڑی ہے وہ صحیح؟ ہمارا کہنا ہے کہ جب آپ نے اس نص کو ہی رد کر دیا جس پر عقیدہ حیات النبی قائم ہے تو ان عقائد کی توجیہات کرنا نری جہالت ہے۔

صفحہ ۴۴ پر خواجہ قاسم نے ملائکہ سیاح والی روایت جو فرشتے جو زمین پر سیر کرتے اور نبی کو سلام پہنچاتے ہیں اس کی توجیہ اس طرح کی کہ اگر بحکم الہی سرور کائنات تک امت کا سلام پہنچا دیں تو اس سے توحید کو کیا خطرہ ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ افسوس پورے قرآن میں نہیں کہ نصرانی کا عمل عیسیٰ علیہ السلام پر پیش ہو رہا ہو یا یہودی کا عمل عزیر پر پیش ہو رہا ہو- جہاں بھی قرآن میں ذکر ہے یہی ہے کہ عمل اللہ کی طرف جاتا ہے اور حدیث معراج میں ہے کہ یہ دفتر عمل سدرہ المنتہی پر جا رکتا ہے۔ توحید تو یہ ہے اللہ کے اختیار میں بھی کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ مخلوق کا عمل پر کھنا اس کو کفر و شرک و ظلم و نیکی قرار دینا اللہ کا کام ہے۔ دعا سننا اور سن کر اس پر رحمت برسانا اللہ کا کام ہے۔ انبیاء تو اپنی امتوں کے عمل تک سے بے خبر ہیں۔ درود پیش کرنا اصلا غیب میں نقب لگانا ہے اور اللہ کی قسم یہ حدیث جھوٹی موضوع ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیش ہونے کا کفریہ عقیدہ درج ہے۔

ابن کثیر کا بے جا دفاع

ابن کثیر شاید وہ پہلے مفسر ہیں جنہوں نے سورہ توبہ کی آیت سے یہ استخراج کیا ہے کہ رشتہ داروں پر اعمال پیش ہوتے ہیں ان سے پہلے یہ تفسیر کرنے کی، سوائے شیعہ حضرات کے، کسی کی ہمت نہ ہوئی

ابن کثیر تفسیر ج ۳ ص ۴۴۰ میں یہ بھی لکھتے ہیں

اس باب میں صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے بہت سے آثار و روایات مروی ہیں- حضرت عبداللہ ابن رواحۃ کے انصاری رشتہ داروں میں سے ایک فرمایا کرتے تھے: اللّٰھم انی اعوذ بک من عمل اخزیٰ بہ عند عبداللّٰہ بن رواحۃ، اے اللہ میں ایسے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے عبداللہ بن رواحہ کی نگاہ میں میری رسوائی ہو

ابن تیمیہ فتویٰ میں لکھتے ہیں

ولما کانت اعمال الاحیاء تعرض علی الموتیٰ کان ابوالدرداء یقول اللّٰھم انی اعوذ بک ان اعمل عملًا اخزیٰ بہ عند عبداللّٰہ ابن رواحۃ- (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲۴، ص ۳۱۸)

چونکہ زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں اس لیے ابو درداء فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے عمل سے جس سے عبداللہ ابن رواحۃ کی نظر میں میری رسوائی ہو

ابن حجر عسقلانی فتح الباری (ج ۸، ص ۱۴۹) میں لکھتے ہیں

قَالَ الْخَطَّابِيُّ زَعَمَ بَعْضُ مَنْ لَا يُعَدُّ فِي أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ أَنَّ كَرْبَهُ كَانَ شَفَقَةً عَلَى أُمَّتِهِ لِمَا عَلِمَ مِنْ وُقُوعِ الْفِتَنِ وَالِاخْتِلَافِ وَهَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ لِأَنَّهُ كَانَ يَلْزَمُ أَنْ تَنْقَطِعَ شَفَقَتُهُ عَلَى أُمَّتِهِ بِمَوْتِهِ وَالْوَاقِعُ أَنَّهَا بَاقِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ وَأَعْمَالُهُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ

خطابی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے فاطمہ سے وفات سے کچھ پہلے کہا تھا کہ لا کرب علی ابیک بعد الیوم (یعنی اے فاطمہ تمہارے والد کو آج کے دن کے بعد اب کوئی تکلیف نہیں ہو گی) بعض وہ لوگ جن کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا کہ ان کے بعد ان کی امت میں فتنے اور اختلافات پیدا ہوں گے، امت پر شفقت و محبت کی وجہ سے آپ کو اس کی فکر رہتی تھی، یہ فکر آپ کی تکلیف کا باعث تھی اب چونکہ آپ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں لہٰذا آپ کی یہ فکر بھی دور ہو رہی ہے، اس حدیث میں تکلیف سے یہی مراد ہے، حالانکہ یہ بالکل بے سروپا بات ہے، اس لیے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ امت پر نبی کی شفقت و محبت آپ کی وفات کے ساتھ ہی منقطع اور ختم ہو جائے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی امت پر آپ کی شفقت و محبت قیامت تک باقی ہے، کیونکہ آپ ان لوگوں کے لیے بھی مبعوث کیے گئے ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جائیں گے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے جب اس باطل عقیدے پر چوٹ کی تو وَانْصُرُوا (مدد کرو) کی پکار اس طرح بلند ہوئی

خواجہ محمد قاسم کتاب کراچی کا عثمانی مذہب میں لکھتے ہیں

ابن کثیرؒ :۔ حافظ ابن کثیرؒ بھی ان کے نرغے میں آ گئے۔ ان سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ جابجا ان کی تفسیر سے بھی استدلال کر بیٹھے ہیں۔ ص ۳۱ پر وہ عبارت نقل کی ہے:

وهذا باب فيه آثار كثير من الصحابة وكان بعض الانصار من اقارب عبد الله بن رواحة يقول اللهم اني اعوذبك من عمل اخزى به عند عبدالله بن رواحة كان يقول ذلك بعد ان استشهد عبد الله ۔ (ج ۳ ص ۴۳۹)

"اس سلسلہ میں صحابہ سے بہت آثار مروی ہیں۔ انصار میں سے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار یہ کہا کرتے تھے یا اللہ میں تجھ سے ایسے عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ابن رواحہؓ کے ہاں شرمندہ کرے۔ یہ ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد کی بات ہے"۔

عثمانی صاحب نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا البتہ میں کہتا کہ اگر یہ حوالہ درست ہو تو حافظ ابن کثیرؒ سے پہلے ان صحابہ کرام پر مشرک ہونے کا فتوی دیا جانا چاہیئے۔

قارئین آپ بھی ہماری طرح متحیر ہونگے کہ روایت کی سندی حیثیت کی تحقیق کی بجائے یہ کیا کیفیت ہے کہ ضعیف روایت کو مانا جائے گا ورنہ صحابہ پر فتوی لگنا چاہیے ۔ قاسم صاحب کی اس عبارت سے علم حدیث، جرح و تعدیل کی تمام کتب آتش بغض میں بھسم ہو گئیں

بیہقی کا بے جا دفاع

بیہقی کا متساہل ہونا معروف بات ہے

خواجہ محمّد قاسم اپنی کتاب کراچی کا عثمانی مذھب میں لکھتے ہیں

صاحب مشکوٰۃ وغیرہ :۔ عثمانی صاحب اپنی کتاب "یہ قبریں" ص ۴۰ میں امام بیہقی اور صاحب مشکوٰۃ پر بھی بہت مدے ہیں لکھا ہے کہ "بے حساب جھوٹی روایتوں کو انہوں نے تنقید کے بغیر چھوڑ دیا ہے یہ روایتیں شرک کا اصل سبب بنی ہیں"۔ نیز ان کے بارے میں لکھا ہے "تصوف کی ایجاد کے بعد سچ و جھوٹ کی تمیز اٹھ گئی اور نام نہاد صلحاء اور زہاد حدیث کے میدان میں اتر آئے ہیں"۔

حالانکہ حدیث کی جانچ پڑتال کا جو معاملہ ہے اہل علم نے اس سے فرغت پالی ہوئی ہے اسے انہوں نے لا ینحل نہیں رہنے دیا۔ کوئی حدیث ایسی نہیں جو فن جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھی نہ جاچکی ہو۔ باقی جو مشرک اور گمراہ ہونے کی بات ہے وہ تو لوگ قرآن مجید سے استدلال کر کے بھی ہو جاتے ہیں اور صحیح احادیث سے بھی ہو جاتے ہیں۔

اس کے بر عکس البانی کتاب **سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة** میں اپنا فیصلہ لکھتے ہیں

وقد تبين لي بتتبعي لنقد البيهقي للأحاديث وأسانيدها ورجالها أنه متساهل

اور بیہقی کی احادیث اور اسناد اور رجال پر رائے دیکھ کر یہ مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ متساہل ہیں

ذھبی کتاب ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل للذهبي ص ۱۵۸ پر ایک صاحب کے بارے میں کہتے ہیں

وقسم في مقابلة هؤلاء كابى عيسى الترمذى وابى عبدالله الحاكم وابى بكر البيهقى متساهلون

اور ان کا تقابل امام ترمذی ، امام حاکم اور بیہقی جیسے متساهلوں سے ہے

احناف سنن الکبریٰ کی بیس رکعات والی تراویح کی روایت دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں. امام بیہقی بیس رکعات تراویح کی روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں. اہل حدیث حضرات اس وقت اوپر دیئے گئے ذھبی اور البانی کے اقوال پیش کرتے ہیں

اگر بیہقی نے کوئی ایسی حدیث نہیں چھوڑی جس کو پرکھا نہ ہو تو ان کی بیس رکعات والی روایت پر بھی عمل کریں

بیہقی نے بلا شبہ دلائل النبوہ اور حیات الانبیاء فی القبور جیسی کتابیں لکھ کر بے حساب ضعیف روایات جمع کی ہیں ان میں سے کچھ روایات پر البانی صاحب نے بھی جرح کی ہے .اگر روایات لکھتے وقت بیہقی نے تساہل نہ دکھایا ہوتا تو الذھبی، البانی اور ڈاکٹر عثمانی کو یہ کہنے کی ضرورت نہ رہتی

شرک کو شرک کہنا صرف مجاہدوں کا کام ہے افسوس کہ اب یہ ہمت امت میں سے اٹھ چکی ہے اور مصلحت کوشی اور ذہن پرستی کا اثر عام ہے

قرع النعال والی روایت پر خواجہ کا موقف

صفحہ ۴۴ اور ۴۵ پر خواجہ قاسم نے لکھا کہ مسند احمد کی روایت جس میں عود روح کا ذکر ہے اسی طرح کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے جس میں میت اپنے جانے والے ساتھیوں کی جوتی کی آہٹ سنتی ہے اور پھر کہا یہ سب اعادہ روح کے بغیر ممکن نہیں۔ دوسری طرف خواجہ قاسم ہی نے ایک بریلوی مفتی کے رد کیلئے اپنی دوسری کتاب "معرکہ حق و باطل" میں لکھا ہے کہ قرع النعال والی روایت اصل میں تشبیہ ہے۔ مندرجہ بالا عبارت کا حوالہ "معرکہ حق و باطل" کا عکس ملاحظہ کریں۔

بریلوی مفتی نے اسی قرع النعال والی حدیث سے نتیجہ نکالا تھا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی میں سوال قبر نہیں ہوتا اس پر جوابا خواجہ قاسم کا کہنا تھا کہ یہ بریلویوں کی میت کو عذاب الہی سے بچانے کی ایک تدبیر ہے۔ خواجہ قاسم، بریلوی مفتی کا مذاق اڑاتے ہوئے مزید کہتے ہیں کہ لوگوں کو باری باری قبر پر بیٹھے رہنا چاہیے تا کہ منکر نکیر نہ آنے پائیں یہاں تک کہ جمعہ کا دن آ جائے اور سوال قبر کا وقت نکل جائے پھر قیامت تک نہ سوال ہونگے۔

خواجہ قاسم اس کے بعد لکھتے ہیں کہ نکیرین کی آمد کا مطلب یہ نہیں جب تک ساتھی رہے نکیرین کا داخلہ ممنوع ہے بلکہ بتانا مقصود یہ ہے کہ اتنی جلدی منکرین حساب شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اس کا تدفین میت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

قارئین غور کریں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رح کے رد کیلئے اسی روایت کو عود روح کی دلیل بناتے ہوئے خواجہ قاسم کہتے ہیں کہ یہاں منکر نکیر حقیقت میں آتے ہیں اور دوسری طرف بریلوی عالم کے رد میں لکھا یہ سب تشبیہ ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ضرور ثابت ہے۔

۳۱۹ مفتی صاحب نے ضروری ہدایت کے تحت ایک دلچسپ حیلہ بیان فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

((ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی عنه اصحابه وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ نعالهم اتاہ ملکان ... الخ)). (عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ص ۱۸۳ حدیث ۱۳۷٤، مسلم ج ۲ ص ۳۸٦ حدیث ۷۲۱٦، مشکوۃ اثبات عذاب القبر ص ۲٤)

"جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس جانے لگتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں"۔

اس سے انھوں نے نتیجہ نکالا ہے کہ "دفن کرنے والوں کی موجودگی میں سوال قبر نہیں ہوتا"۔

ایک حدیث میں ہے:

((ما من مسلم یموت یوم الجمعة الا وقاہ اللہ فتنة القبر)). (عن عبداللہ بن عمرو ترمذی باب ما جاء فی یموت یوم الجمعة حدیث ۱۰۷٤، مشکوۃ باب الجمعة ص ۱۲۱) ❶

"جو مسلمان بھی جمعہ کے دن فوت ہو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے امتحان سے محفوظ رکھتے ہیں"۔

بجائے اس حدیث کے شامی کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں: "معلوم ہوا کہ جو جمعہ کو مرے اس سے سوال نہیں ہوتے۔ تو اگر کسی کا انتقال مثلاً اتوار کو ہوا اور بعد دفن سے آدمی وہاں موجود رہا تو اس کی موجودگی کی وجہ سے سوال قبر نہ ہوا۔ اور اب جب جمعہ آ گیا سوال قبر کا وقت نکل چکا۔ اب قیامت تک نہ ہوگا"۔

گویا یہ عذاب الٰہی سے میت کو بچانے کی ایک تدبیر ہے۔ مگر چاہیے یہ کہ کسی وقت بھی قبر آدمی سے خالی نہ رہے۔ اگرچہ لوگ باری باری سے بیٹھیں۔

یہ حیلہ پے در پے کئی بدحواسیوں کا مجموعہ ہے۔ حدیث شریف میں ساتھیوں کے جانے کے بعد نکیرین کی آمد کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک ساتھی موجود رہیں نکیرین کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ یہ بتلانا مقصود ہے کہ دفن ہونے کے تھوڑی دیر بعد آ جاتے ہیں حقیقت تو یہ ہے نکیرین کے آنے کے لیے دفن ہونا بھی شرط نہیں۔ جو لوگ اپنی لاش نہیں دفناتے یا کسی عذر کی وجہ سے جن کا دفن ہونا ناممکن ہوتا ہے کیا خیال ہے وہ نکیرین کے سوالات سے بچ جاتے ہیں"۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ "کچھ دیر تک میری قبر کے گرد کھڑے رہنا تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں"۔ (مسلم ج ۱ ص ٧٦، حدیث ۳۲۱)

اس کا حوالہ مفتی صاحب نے بھی اپنی اس کتاب میں دیا ہے۔ (ص ۲۷۱) اس سے ثابت ہوا یہ خیال صحیح نہیں کہ ساتھیوں کی موجودگی میں نکیرین نہیں آتے۔ نیز سوال یہ ہے کیا کسی قبر پر مسلسل بیٹھنا ممکن بھی ہے؟ مثلاً باری باری بیٹھنے والوں میں سے جس کی باری ہے اپنی شفٹ کے دوران میں اسے ٹٹی پیشاب آ جائے تو پھر وہ کیا کرے؟ وہ ذرا سی دیر کے لیے بھی وہاں سے ہٹتا ہے تو نکیرین آ جاتے ہیں۔ اُدھر حاجت مار رہی ہے اِدھر مفتی صاحب کا فتویٰ یاد آ رہا ہے۔ عجب کشمکش کا عالم ہے تو کیا خیال ہے قبر پر ہی استفاط کر دے۔ اور اگر

تخریج: ❶ منقطع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

بالفرض وہ نمازی ہے اتنے میں نماز کا وقت ہو جائے تو کیا نماز ترک کر دے، کیونکہ جن مولویوں نے اسے یہاں بٹھایا ہے وہ اس کی نمازوں کا اسقاط تو کر ہی دیں گے۔ مفتی صاحب نے اس چوکیدار اور نکیرین کا جو تصور پیش کیا ہے، وہ یوں لگتا ہے جیسے نکیرین کوئی پرندے ہوں اور یہ چوکیدار کوئی چڑی مار ہو اور ہاتھ میں غلیل لیے بیٹھا ہو جو انھیں قبر کے نزدیک نہ آنے دیتا ہو اور طوطے اس چڑی مار سے بہت خائف ہوں اور اس داؤ میں ہوں کہ جونہی یہ ذرا پرے ہٹے وہ جھٹ قبر میں داخل ہو کر میت سے سوال جواب کر ڈالیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ میرے بھائی یہ خدائی معاملہ ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یہ مٹھو گول گرم نہیں ہے۔

خواجہ قاسم کی اس دوغلی پالیسی پر اہل حق کف افسوس ہی مل سکتے تھے کہ بریلویوں کے رد میں منکر ونکیر کا آنا تشبیہ اور ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رح کے رد کرنے کیلئے منکر نکیر کا آنا حقیقت۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وصیت اور خواجہ کا موقف

خواجہ قاسم نے "کراچی کا عثمانی مذہب" میں لکھا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وصیت صحیح نہیں تھی۔ لیکن بریلویوں کے رد میں "معرکہ حق و باطل" میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص کی وصیت سے مراد یہ نہیں کہ ساتھیوں کی موجودگی میں نکیرین نہیں آتے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک وصیت صحیح ہی نہیں تو اس سے استدلال کرنے کو جہالت نہ کہا جائے گا؟

دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں"۔ (مسلم ج۱ص۷۶ حدیث۳۲۱)

اس کا حوالہ مفتی صاحب نے بھی اپنی اس کتاب میں دیا ہے۔ (ص۲۷۱) اس سے ثابت ہوا یہ خیال صحیح نہیں کہ ساتھیوں کی موجودگی میں نکیرین نہیں آتے۔ نیز سوال یہ ہے کیا کسی قبر پر مسلسل بیٹھنا ممکن بھی ہے؟ مثلاً باری باری بیٹھنے والوں میں سے جس کی باری ہے اپنی شفٹ کے دوران میں اسے ٹٹی پیشاب آجائے تو پھر وہ کیا کرے؟ وہ ذرا سی دیر کے لیے بھی وہاں سے ہلتا ہے تو نکیرین آجاتے ہیں۔ اُدھر حاجت مار رہی ہے ادھر مفتی صاحب کا فتوٰی یاد آرہا ہے۔ عجب کشمکش کا عالم ہے تو کیا خیال ہے قبر پر ہی استقاط کر دے۔ اور اگر

تخریج: ● منقطع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

---

www.KitaboSunnat.com

بالفرض وہ نمازی ہے اتنے میں نماز کا وقت ہو جائے تو کیا نماز ترک کر دے، کیونکہ جن مولویوں نے اسے یہاں بٹھایا ہے وہ اس کی نمازوں کا اسقاط تو کر ہی دیں گے۔ مفتی صاحب نے اس چوکیدار اور نکیرین کا جو تصور پیش کیا ہے، وہ یوں لگتا ہے جیسے نکیرین کوئی پرندے ہوں اور یہ چوکیدار کوئی چڑی مار ہو اور ہاتھ میں غلیل لیے بیٹھا ہو جو انھیں قبر کے نزدیک نہ آنے دیتا ہو اور طوطے اس چڑی مار سے بہت خائف ہوں اور اس داؤ میں ہوں کہ جونہی یہ ذرا پرے ہٹے وہ جھٹ قبر میں داخل ہو کر میت سے سوال جواب کر ڈالیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ میرے بھائی یہ خدائی معاملہ ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یہ مخول گول گرم نہیں ہے۔

جمعہ کے دن مرنے سے متعلق حدیث سے بھی ان کا استدلال مضحکہ خیز ہے۔ اول تو یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں جمعہ کے دن مرنے کا ذکر ہے دفن ہونے کا ذکر نہیں۔ مفتی صاحب نے خواہ مخواہ بروز اتوار مرنے والے کو بھی جمعہ کی فہرست میں شامل فرما لیا ہے۔ اگر جمعہ کے دن دفن ہونا بھی معتبر ہے تو جو اتوار کو مرے تو بجائے اس کے کہ اسے اتوار کو دفن کر کے کسی چوکیدار کی خدمات کا رسک لیا جائے کیوں نہ اس کی لاش کو کولڈ سٹوریج میں رکھوا کر محفوظ کر دیا جائے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی داؤ لگانے سے باز نہیں آتے۔

خواجہ قاسم کا سماع الموتی پر موقف

خواجہ قاسم نے سماع الموتی کے قائل کو اس کی اجتہادی خطا قرار دے کر ملبہ ادھر ادھر گرانے کی کوشش کی۔ اگر یہ اجتہادی غلطی ایسی ہے کہ اگر کوئی کرے تو عقیدے کی خرابی واقع نہیں ہوتی تو سوال یہ ہے کہ فرقہ اہل حدیث کی جانب سے پھر مردے سنتے ہیں یا نہیں پر بحث کرنا، کتب لکھنا، صرف پیسے کمانا اور فنِ تقریر کے جوہر دکھانا ہوا

کیونکہ آپ نے مان لیا کہ یہ عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔

خواجہ قاسم نے جابجا کتاب میں جھوٹ بھی بولا مثلا کراچی کا عثمانی مذہب میں لکھا کہ

امام اہل سنت احمد بن حنبل، امام ابو داود، امام نسائی . . ان سب پر فتویٰ لگایا ہے اس لئے کہ ان کی کتابوں میں حدیث بیان ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے۔

۔۔۔۔۔پس اس دن کثرت سے درود پڑھو حقیقی بات یہ ہے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنھم نے کہا کہ ہمارا درود اس وقت کیسے پیش کیا جائے گا جب آپ کا جسم ریزہ ریزہ ہو گیا ہو گا یعنی وفات کے بعد بوسیدہ ہو چکا ہو گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

افسوس یہ سفید جھوٹ ہے کہ محدث کے روایت کرنے پر اس پر فتویٰ لگایا ہے یہ خواجہ کی مولویانہ چال ہے جس کا جھوٹ ان کے سر پر بندھا ہے۔ عثمانی صاحب نے مسدد بن مسرہد کو دیے گئے فتویٰ کی بنا پر احمد بن حنبل پر فتویٰ لگایا ہے نہ کہ روایت کرنے پر۔

حوالہ دیکھیے حبل اللہ شمارہ 7 صفحہ 9 پر اسکرین شوٹ پوسٹ میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیے۔

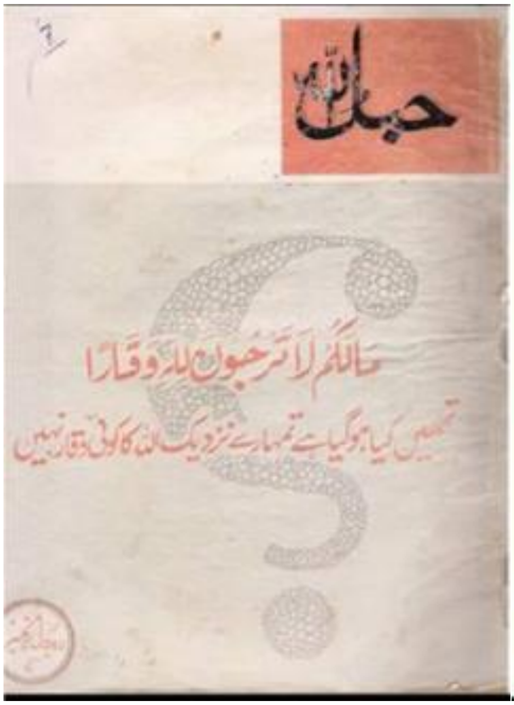

کو مانوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی نے دوسرے
پر کفر کا فتویٰ لگایا اور جس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے وہ کافر نہیں
تو کفر اس شخص کی طرف پلٹے گا جس نے یہ فتویٰ لگایا تھا۔ امام ابو
حنیفہ کے بعد ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب نے امام بخاری کی التاریخ الکبیر
کی ایک عبارت پیش کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور مجھ سے کہا کہ میں
بھی ان کے اس فتوے کی تائید کروں حالانکہ بیان کی سادگی بے محدثین
کا طریقہ رہا ہے کہ وہ جو بات اپنے استادوں سے سنتے تھے اسی کو
اسی طرح بیان کر دیتے تھے اس لئے جب تک وہ غلط روایت پر
اپنا عقیدہ نہ بنالیں اور صرف روایت بیان کر دیں تو ان پر فتویٰ
نہیں لگایا جا سکتا اسی لئے احمد بن حنبل کے شاگردوں "ابوداؤد"
نسائی وغیرہ پر فتویٰ نہیں لگایا گیا حالانکہ ان کی کتابوں میں
بھی حیات الاموات، سماع الموتیٰ اور عرض الاعمال کی روایتیں
موجود ہیں احمد بن حنبل نے ان موضوع روایتوں کو صحیح مان کر
قرآن اور صحیح احادیث کے خلاف اپنا عقیدہ بنایا اس لئے ان پر اللہ کے
حکم سے فتویٰ لگایا گیا۔ اگر وہ صرف روایتیں لکھتے اور ان کو عقیدہ
کی بنیاد نہ بناتے تو ان پر بھی فتویٰ نہ لگتا۔ مزید برآں بخاری نے
تو اپنے استاد اسحٰق راہویہ کی اس بات پر کہ محدثین اپنے استادوں
سے جو کچھ سنتے ہیں اس کو اسی طرح بیان کر دیتے ہیں اور اسی طرح

پھر خواجہ نے صفحہ ۴۰ اور ۴۱ پر مان لیا کہ انبیاء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی یہ روایت ضعیف ہے لکھا:

"بلا شبہ یہ حدیث ضعیف ہے۔"

تعويذ پر بدلتا موقف

کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" میں خواجہ نے تعویذ کا بھی دفاع کیا۔ یہ اور بات ہے کہ اپنی تعویذ پر الگ تصنیف میں وہ اس کو شرک لکھ چکے تھے۔

معراج نبوی پر خواجہ قاسم کا عقیدہ

قرآن میں ہے:

وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ [الإسراء: 60] اور ہم نے جو دکھایا وہ صرف اس لئے دکھایا کہ لوگوں کے لئے آزمائش بنے۔

یہاں رویا کا لفظ ہے جو عربی میں مناظر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور خواب کے لئے بھی۔

:ابن کثیر نے تفسیر میں اقوال نقل کیے ہیں کہ معاویہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما اس کو خواب قرار دیتے تھے-اس کے بعد ابن کثیر نے لکھا

وَقَدْ تَعَقَّبَهُ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ بِالرَّدِّ وَالْإِنْكَارِ وَالتَّشْنِيعِ بِأَنَّ هَذَا خِلَافُ ظَاهِرِ سِيَاقِ الْقُرْآنِ، وَذَكَرَ مِنَ الْأَدِلَّةِ عَلَى رَدِّهِ بَعْضَ مَا تَقَدَّمَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ان اقوال کا تعقب امام طبری نے اپنی تفسیر میں کیا ہے ان کو رد کیا ہے ان کا انکار کیا ہے اور ان کے بودے پن کا ذکر کیا کہ یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

مولوی خواجہ قاسم نے ابن کثیر کی عبارت کو کانٹ چھانٹ کر اس کو اصحاب رسول پر تنقیدی انداز میں پیش کیا اور مدعا یہ تھا کہ دیکھو اصحاب رسول تک غلط سلط عقائد اختیار کر گئے تھے۔(معاذ اللہ)

تف ہے فرقہ پرستوں کی اس طرز فکر پر جس میں ان کا مطالبہ ہے کہ اصحاب رسول پر فتوی لگا دیا جائے لیکن ان کے محبوب راویوں کو کچھ نہ کہا جائے۔

خواجہ قاسم کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" صفحہ 108 پر لکھتے ہیں کہ

حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ معراجِ جسمانی کے قائل نہیں تھے۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳)۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ محمد بن اسحاق نے اپنی شیعیت کا ثبوت دیتے ہوئے روایت کیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنھا اسے روحانی معاملہ سمجھتی ہیں۔اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کرتا ہے یہ بالکل جھوٹا شخص ہے۔

84 ۔ سوال: واقعہ معراج پر روشنی ڈالیں کہ جسطرح یہ منایا جاتا ہے درست ہے؟ کیا یہ معراج جسمانی تھی؟
جواب : واقعہ معراج بالکل یقینی ہے۔قرآن اس پر شاہد ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو انکے رب نے اپنی بارگاہ میں بلایا اور آپؐ اپنے عنصری جسم کے ساتھ گئے۔ یہ کوئی خواب کا معاملہ نہیں تھا۔شیعوں کے نزدیک یہ رُوحانی معراج تھی۔ محمد بن اسحٰق نے اپنی شیعت کا ثبوت دیتے ہُوئے روایت کیا ہے کہ عائشہؓ اسے رُوحانی معاملہ سمجھتی ہیں کہ معراج کے موقعہ پر آپ کا جسم اپنے بستر سے غائب نہیں ہُوا تھا۔ یہ شخص یہ بات امیر معاویہؓ سے بھی منسوب کرتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹا شخص ہے۔ معراج سے متعلق صحابہ میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔سب کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ اپنے جسم کے ساتھ جبرئیل کے ساتھ براق پر بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمانوں تک، اور جبرائیل کی معیت میں ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ یہ بالکل حقیقی بات ہے۔لیکن یہ بات محقق و معلوم نہیں کہ معراج کس زمانے کا واقعہ ہے۔بعض نے کہا کہ مکے کا شروع دور کا واقعہ ہے۔ جب سال ہی صحیح طور پر معلوم نہیں تو مہینہ اور تاریخ کا تعین کیسے درست ہوسکتا ہے۔اور جس طرح سے اس واقعہ کو منایا جاتا ہے، یہ کسی ایک حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ یہ صوفیوں اور شیعوں کی خالص اختراع ہے۔ عبدالقادر جیلانی صاحب نے غنیۃ الطالبین میں اس کی بڑی تعریف کی ہے۔اور جتنے بھی صوفی ہیں سب ای اسکو ... بنتے ہیں)۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی بھی روایت درست نہیں۔ کسی صحیح روایت میں اسکی کوئی فضیلت نہیں

بعض لوگوں نے کہا معراج ایک خواب تھا مثلا امیر المومنین فی الحدیث الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ معراج ایک خواب ہے تفسیر طبری میں ہے-

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثني بَعْضُ آلِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تَقُولُ: مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ

محمد نے کہا کہ اس کو بعض ال ابی بکر نے بتایا کہ عائشہ کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد نہیں کھویا تھا بلکہ روح کو معراج ہوئی۔

ابن اسحاق اس قول کو ثابت سمجھتے تھے لہذا کہتے:

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال ابن إسحاق: فلم ينكر ذلك من قولها الحسن أن هذه الآية نزلت (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) ولقول الله في الخبر عن إبراهيم، إذ قال لابنه (يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى) ثم مضى على ذلك، فعرفت أن الوحي يأتي بالأنبياء من الله أيقاظا ونياما، وكان رسول صلى الله عليه وسلم يقول: "تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظانُ" فالله أعلم أيّ ذلك كان قد جاءه وعاين فيه من أمر الله ما عاين على أيّ حالاته كان نائما أو يقظانا كلّ ذلك حقّ وصدق.

ابن اسحاق نے کہا : عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول کا انکار نہیں کیا . . . انبیاء پر الوحی نیند اور جاگنے دونوں میں آتی ہے اور رسول اللہ کہتے میری آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے ۔

کتاب السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة از محمد بن محمد بن سويلم أبو شُهبة (المتوفى: 1403هـ) کے مطابق

وذهب بعض أهل العلم إلى أنهما كانا بروحه- عليه الصلاة والسلام- ونسب القول به إلى السيدة عائشة- رضي الله عنها- وسيدنا معاوية- رضي الله عنه- ورووا في هذا عن السيدة عائشة أنها قالت: «ما فقدت «1» جسد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ولكن أسري بروحه» وهو حديث غير ثابت، وهّنه القاضي عياض في «الشفا» «2» سندا ومتنا، وحكم عليه الحافظ ابن دحية بالوضع

اور بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ معراج روح سے ہوئی اور اس قول کی نسبت عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے کی جاتی ہے رضی اللہ عنہم اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد کہیں نہیں کھویا تھا بلکہ معراج روح کو ہوئی اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اس کو قاضی عیاض نے کمزور کیا ہے الشفا میں سنداً اور متناً اور اس روایت پر ابن دحیہ نے گھڑی ہوئی ہونے کا حکم لگایا ہے۔

اگر یہ روایت گھڑی ہوئی ہے تو اس کا بار امیر المومنین فی الحدیث، الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق پر ہے کہ نہیں؟ ابن اسحٰق باوجود اس کے کہ اس میں انہوں نے نام تک نہیں لیا جس سے سنا اس قول کا دفاع کرتے تھے لگتا ہے اس دور میں اصول حدیث ہی الگ تھے۔ بعض لوگوں نے ابن اسحاق کو چھپا کر اس میں نام محمد بن حمید بن حیان کر دیا جو بہت بعد کا ہے اور خود تفسیر طبری میں اس روایت کے تحت ابن اسحاق کا نام لیا گیا ہے۔

الضعفاء لأبي زرعة الرازي میں ہے

"حدثني محمد بن إدريس قال: سمعت محمد بن المنهال الضرير قال: سمعت يزيد بن زريع يقول: "كان محمد بن إسحاق معتزلياً

"في ميزان الاعتدال ج 469/3 قال أبو داود عن محمد بن إسحاق: "قدرى معتزلى

محمد بن إسحاق قدری معتزلی تھا۔

اسی طرح کا ایک قول معاویہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ اس کا قائل يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس المتوفی ۱۲۸ھ ہے جس کی ملاقات معاویۃ المتوفی ۶۰ ھ سے نہیں بلکہ کسی بھی صحابی سے نہیں۔

معلوم ہوا کہ عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنھما سے غلط اقوال منسوب کیے گئے۔ صحابہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اور قرآن و حدیث کے مطابق معراج جسمانی تھی نہ کہ روحانی۔

فائده :

اس کتاب سے مومنوں کو فائدہ ہوا کہ ایک فرقہ پرست مولوی نے عثمانی صاحب کی روایات پر جرح کو تسلیم کیا کہ

اول ابو داود و مسند احمد کی روایت سلام پر روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آتی ہے ضعیف روایت ہے۔

دوم صحیح مسلم میں وارد شدہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وصیت صحیح نہیں تھی۔

سوم مشہور روایت انبیاء کا جسم باقی رہتا ہے ان پر درود پیش ہوتا ہے ضعیف ہے۔

اس طرح خواجہ قاسم نے اہل حدیث کے مشہور عقیدہ حیات النبی جس کو حیات برزخی کہا جاتا ہے اس کی نام نہاد نصوص کا تحریرا انکار کر دیا۔

اور اب خواجہ کے پاس کوئی صحیح دلیل نہ رہی کہ وہ عقیدہ حیات النبی فی القبر کا پرچار کرتے افسوس وہ لفاظی سے ان عقائد کا اثبات کرتے رہے جن کے دلائل کا ہی وہ رد کر چکے تھے۔

. یہ کتاب پڑھ کر ایک واقعہ یاد آیا

التوبیخ لمن ذم التاریخ میں سخاوی لکھتے ہیں کہ امام یحییٰ بن سعید القطان سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے جو اتنے سارے راویوں پر جرح کی ہے تو آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ قیامت کے دن یہ سب آپ سے جھگڑیں گے اس پر امام یحییٰ نے جواب دیا کہ یہ لوگ مجھ سے جھگڑیں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رسول اللہ مجھ سے ناراض ہوں کہ میں نے ان کی احادیث کا دفاع کیوں نہ کیا